(۹۷) ہاکی۔

(۹۸) گول ہاکی یا فٹ بال کا۔ ٹوکرسا مگر نام گول

(۹۹) گلاب جامن۔ گلاب پھول، جامن پھل

(۱۰۰) شیر دالی۔ باگھ = شیر

(۱۰۱) اخروٹ۔ اخ بھائی، روٹ = موٹی روٹی
یا لفظ روٹی کا پورا حصہ۔ اخروٹ کے شروع
میں اخ رہے یعنی آخر۔

کی آواز کی نقل۔

(۹۲) کنجی جس کا دوسرا نام تالی ہے اور اُس تالی سے مختلف جو ہاتھوں سے نکلتی ہے ہر کنجی وہ کام کرتی ہے جو دوسری کبھی نہیں کرسکتی۔

(۹۳) کوٹ: قلعہ کو بھی کہتے ہیں

(۹۴) چکی: ایک ہاتھ سے دانہ ڈالتے ہیں دوسرے سے کھونٹا پکڑ کر گھماتے ہیں "سگ سگ" گھوموں میں بھی۔ دوہرا اشارہ ہے۔

(۹۵) چھیر: پھونس کا سنا اور بیچ میں کوبڑ (کُب) "چھپر" میں نام کا اشارہ تھا۔

(۹۶) کشت: بمعنی کھیتی، یہ شہ تو شطرنج میں بادشاہ پر پڑتے جب بادشاہ کسی مہرے کی زد میں آئے تو زبان سے بھی کشت یا شہ کہتے ہیں یعنی خبردار!

پگھلے سے بچانے کے لئے لپیٹ کر رکھی جاتی ہے۔

(۸۸) ترازو سیر بھر تولتا ہو تو اسے اوپر باٹ سمیت دو سیر بوجھ لادے گی پلّہ چھوٹے سے تول گر جائیگی۔

(۸۹) ترازو ۔ ٹپا یہ یک ڈنڈی اس میں سے یک (پاؤں) الگ کر دیں تو ڈنڈی رہا جو ہندی میں ترازو کا نام ہے۔ دل میں تیر آر پار ہو تو اس کو "ترازو" ہونا کہتے ہیں۔ میزان بھی ترازو کا ایک نام ہے ۔ جو ساری رقم جوڑنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اس طرح اس پہیلی میں تینوں نام آگئے ہیں ۔

(۹۰) کنجی دونوں مصرعوں میں نام ہے۔ فتح کرنا کھولنا (عربی مفتاح = کنجی ۔)

(۹۱) تلی ۔ جو تیر کی جالہ کہلاتی ہے" ہوش یں آو" تلی کی

(۸۱) طبلہ جس پر سم کے لئے کھلے ہاتھ کی ضرب لگاتے ہیں۔

(۸۲) تالی۔ ایک معنی کنجی (دروازہ کھولنے والی) دوسرے

وہ تالی جو کھیل میں دونوں ہاتھوں سے پٹتی ہے۔

(۸۳) بالی ایک معنی کسن۔ دوسرے کان کا زیور۔

(۸۴) قفل، مسہ پر قفل = رہاں سدی۔

(۸۵) کنجی سدی میں تالی جو بجائی بھی جاتی ہے پرتگالی

لفظ چابی "جو چابی" کا ہم معنی ہے (پرتگالی

chavi اردو میں چابی ہوگیا۔)

(۸۶) تسلہ دیگ جس میں کوفتے اور شلغم ہوتے ہیں۔

کوفتے میں "کوفت" شامل، شلغم میں غم اور "تسلہ دیگ"

میں تسلہ کے سوا کچھ ہے۔

(۸۷) برف۔ گرمیوں میں ہر کہیں، جاڑوں میں پہاڑ پر۔

وہ واقعی کچھ نہیں کھاتا۔ کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہے

(۷۳) مارہ سنگھا۔ سنگھ کے معنی شیر اور یہ سینگ کا مخفف بھی ہے،
جس کا دوسرا نام تاج ہے۔ جیسے تاج آہو، ہرن کا سینگ

(۷۴) ہرن جس کا دوسرا نام آہو ہے اور ساہو کار کے اندر چھپا
ہوا ہے پتھر اور چھدسیٹ۔ صحرائی علاقے ہیں۔

(۷۵) کتا اس کا دوسرا نام "سگ" "خیر سگالی" میں چھپا ہوا ہے۔
کھوں سے یہاں کھونکنے کی آواز مراد ہے نہ کہ اردو۔

(۷۶) شیرح نام" میں "حا" موجود ہے

(۷۷) کھال پنجابی میں کچھ مال۔ حا کچھیے کے ساتھ

(۷۸) استری۔ دوسرے معنی عورت یا بیوی۔

(۷۹) کرسی اسکی صحیح تعریف یہی ہے کہ ٹیک لگا کر بیٹھ سکتے ہیں اور چار ٹانگوں کی ہوتی ہے

(۸۰) کھیس پہلے مصرع میں ایک مثل کی طرف تلمیح ہے کہ کھیس
کے آگے بیں کا ماعت ہے دوسرے مصرع میں یہ اشارہ
کہ "گائے" سے مختلف ہے۔ چوتھے مصرع میں یہ وضاحت
کہ کھیس ہے مگر اللہ میاں کی کھیس نہیں جو حشرات الارض میں سے

(۶۶) پنسل۔ اس سے خوشخطی کرنا مشکل ہے؛ خط ڈالنے یعنی سطریں کھینچنے کے لئے موزوں ہے۔

(۶۷) پنسل۔ سرمہ کھانے سے آواز بیٹھ جاتی ہے اور پنسل میں سرمہ ہوتا ہے۔

(۶۸) پنسل دیسی بھی ہوتی ہے سو کچھی (رے سیاہی کے) اور جلد گھس گھسا جاتی ہے پھر جستک مداس کا دوبارہ سا و کام نہیں دے سکتی۔

(۶۹) موتی جس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک چھوٹی، ایک لمبی اور سفید لفظ معمولی میں نام پوشیدہ ہے۔

(۷۰) پیر کا دن بیادن بارہ سکے سے تیار ہوتا ہے۔ پیر= بڈھا۔

(۷۱) جمعرات کا دن

(۷۲) روزہ۔ روزہ کھانا عام محاورہ ہے۔ جو روزہ نہیں کھاتا

(۶۰) موٹر سائیکل۔ "آنکھ کی کانی" موٹر کے برخلاف صرف ایک لائٹ۔

(۶۱) شہادت کی انگلی جو تشہد پڑھتے وقت اٹھ جاتی ہے اور دوسری انگلیاں رخ دوسری طرف کرلیتی ہیں۔ مگر انگوٹھی چھلے اِسی کے لئے مخصوص ہیں۔

(۶۲) چوٹی۔ چوٹی دراصل پہاڑ کی ہوتی ہے اور بالوں کی چوٹی کو بھی کہتے ہیں۔

(۶۳) پیالی یہ لفظ پیاری سے ملتا جلتا ہے اس لئے پیاری سی کہا گیا۔

(۶۴) تاش مقسوم جو تقسیم کے بعد ملے، پیسا کے معنی کارڈ پھینٹنا اور پھر تقسیم کرنا یعنی بکھیرنا۔

(۶۵) پنسل۔ یوں مٹ جائے یعنی چھلکی کھاتے ربڑ سے مٹ جائے میرا لکھا سے مراد تصنیف۔

کے طور پر مکمل "چھلکے" اور "گول کرو" میں بھی رعایت ہے

(۵۴) مٹوہ۔ جو لعص لوگ ساتھ رکھتے ہیں اور اس میں تما کو تو رہبرلی چیز ہے۔

(۵۵) تاش کی گڈی۔ پہلے مصرعے میں "اینٹ" تیسرے چوتھے مصرعے میں حکم پاں اور پھول موجود ہیں۔ یعنی چاروں قسم کے تاش کے پتے۔

(۵۶) آنکھیں دو دو لڑیں۔ آنکھیں لڑانا یا آنکھوں کا لڑانا باندھے ہوئے محاورے ہیں۔

(۵۷) سمندر "دسمس دریافت" میں نام چھپا ہے۔

(۵۸) تاش کی گڈی جسے کاٹا پیسا جاتا ہے۔ باون پتے س میں ۱۳ پھول کے پتے ہوتے ہیں۔

(۵۹) کان۔ کانوں کی "لو" نیچے کی طرف ہوتی ہے۔

ہے کَل کے بھی دو مفہوم ہیں۔ ایک آرام دوسرے خنجر۔
(۴۶) دیاسلائی کی لَو ادھر اُدھر ہلتی ہے۔ ٹھہری نہیں ہوتی۔
(۴۷) نارِیَل۔ نار = عورت، یل = پہلوان۔ دونوں لفظ ہم پہلو۔
(۴۸) چھت کا پنکھا جس کے تیں پنکھ ہوتے ہیں۔
(۴۹) نیم جس کی پتیاں آریاں سی لگتی ہیں (دندانے دار) گرم دوپہر کو نیم کے سائے میں نیند اچھی آتی ہے۔
(۵۰) انگور۔ بھرتے ہوئے زخم کو انگور کہتے ہیں۔ "ادرک" کے حروف کی ترتیب بدلیں تو انگور بن جاتا ہے۔
(۵۱) سنگھاڑا جس کی بیل پانی پر پھیلتی ہے سنگھ = تیر۔ آڑا = ترچھا۔
(۵۲) کیسو۔ پنجابی میں "کیتوں" کے معنی "کس کو" اسی سے فائدہ اٹھایا ہے۔
(۵۳) پوری۔ اسم کے طور پر کھانے کی تلی ہوئی چیز۔ صفت

(۴۱) کاگ۔ ایک معنی کوا دوسرے ڈاٹ (انگریزی کارک کا مُتَرَدِّ) بوتل کا منہ بند رکھتا ہے۔ "کاگیاں" کے بیچ میں کاگ موجود ہے۔

(۴۲) گلداں۔ پھولوں کو بیُوتا بجوڑا کہا ہے جو گلداں میں سج گئے تو اُن کے بیچ یا بچے نہیں ہوں گے۔ ٹوٹے ہوؤں کو جوڑ کر رکھ دو یعنی ٹوٹے ہوئے پھولوں کو آپس میں جوڑ کر یا ملا کر۔

(۴۳) ہم۔ "میں" کو الٹو تو ہم ہوگا۔ "لول" ہولوں "میں ہولی" کا اشارہ موجود ہے۔

(۴۴) کنجی۔ اکثر حفاظت سے رکھی جاتی ہے اور جب تک اس کا کاں نہ مروڑیں قفل نہیں کھولتی۔

(۴۵) بائیسکل، جسے سیکل بھی کہتے ہیں "ا" سے "کل" میں نام لکھیں

(۳۳) ہنڈولا۔ جو بیٹھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اوپر سے نیچے
آتے وقت کیا محسوس ہوتا ہے۔
(۳۴) بائیسکل۔ باڑ، ڈھانچہ۔ آخری مصرعہ میں غالب کے
مصرعے سے استفادہ کیا ہے:
"ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں"
(۳۵) کنجی۔ ہر کنجی اپنے ہی قفل کے لئے مخصوص ہوتی ہے
(رکھتی ہے بس ساجن ایک)۔
(۳۶) ریل گاڑی۔ اگلے نکلے۔ مسافر اتارے بٹھائے۔
(۳۷) قلم۔ خطرناک ہتھیار بھی ہوسکتا ہے۔ بہترین دوست بھی۔
(۳۸) سموسے۔ جن کی ایک قسم "تکم پور" بھی کہلاتی ہے۔
(۳۹) سل پر چلتا ہے نام پر لگتا ہے سل دق کی ایک قسم بھی ہے۔
(۴۰) قلم۔ چلتے وقت سر جھکا ہوتا ہے۔

یہ باندھا گیا ہے کہ گویا شہر میں ایک تو افواہیں بہت اڑتی ہیں
دوسرے ہولکھانے کو نہیں ملتی، مگر دوہرے معنی نکلتے ہیں۔
(۲۶) جوتی کی جوڑی یعنی الٹے پاؤں کی جوتی ہوئی ویسے شکل
میں دونوں ایک جیسی۔
(۲۷) پھولوں کا ہار "بے جگر" میں اشارہ ہے کہ ہار کے سبھی دونوں
سرے مدھے ہوتے ہیں
(۲۸) چوٹی۔ سنگال کے ملے اور گچھے مال مشہور رہیں۔
(۲۹) چائے دانی، چائے پوچی اوڑھے ہوئے فرعل روئی
کا دگلا۔
(۳۰) سلائی کی مشین "گھر گھر" مشین کی آواز
(۳۱) صابن آخری مصرعے میں نام کا اشارہ موجود ہے (موم سابن کر)۔
(۳۲) قینچی۔ خطرناک سمجھی جاتی ہے بچوں کے ہاتھ سے لے لیتے ہیں

(۱۹) کتاب۔ رحمت تحریر تحسین کے لئے آتا ہے اور حیرت کے لئے بھی۔

(۲۰) انگلیاں چمچے کے بغیر کھیر کھانے میں بیچ کی اور کلمے کی انگلی ہی کام آتی ہے دوسری دو مڑی رہتی ہیں۔

(۲۱) گلداں۔ بیوٹ پھول ہوئے۔ بیا گلداں۔

(۲۲) قلم۔ چلتا ہے مگر ایک ٹانگ سے اور کاغذ پر نشان چھوڑتا جاتا ہے۔ پانی پیسے سے مراد سیاہی کا ڈوبالیا۔ مگر اب اور طرح کے قلم نکل آئے ہیں۔ وہ بات پرانی ہوگئی۔

(۲۳) قفل۔ اس کی مار کنجی جس کی رکھوالی ضروری ہے۔

(۲۴) چاند۔ بارات ستارے ہوئے۔ پہلی رات کو چاند عائب ہوجاتا ہے۔

(۲۵) ہوا۔ ناک میں دم لفظی معنی میں ہوا ہی سے ہوتا ہے۔ سماں

(۱۱) کسیرو۔ چھوٹا سا پھل جس پر بال سے ہوتے ہیں اور چھلکے پر اودا سا لکل آتا ہے۔

(۱۲) سدر۔ "کچھ اور گئے من دراصل" میں نام پوشیدہ ہے۔

(۱۳) کیسلا پہیلی میں نام موجود ہے کیلوں کے جوتے کو گیل کہتے ہیں۔ اور گیل میں رکھا کے معنی ساتھ رکھے کے بھی ہیں (دیہاتی بولی)

(۱۴) چاقو جس کے دستے میں اس "کا پھل" لگا ہوتا ہے۔

(۱۵) قینچی، جس کی شکل دو جڑی ہوئی تلواروں کی سی ہوتی ہے۔

(۱۶) کلائی کی گھڑی رات کو بارہ بجے دونوں سوئیاں مل جاتی ہیں۔ گھڑی کی آواز صرف کان میں سنی جاسکتی ہے (سرگوشی)۔

(۱۷) بیالی اس کے کنڈے کو کان سے تشبیہ دی ہے۔

(۱۸) تکیہ۔ پہلے مصرعے کے پہلے الفاظ میں نام پوشیدہ ہے۔

دو نالی تلفظ (دنالی) سونڈ۔

(۴) سر نال، لوٹی (ناؤ کی طرح الٹی)

(۵) پلیٹ " پلیٹ " میں نام کا اشارہ تھا۔ لبریز ڈھلی پلیٹ جھونی کہلاتی ہے۔

(۶) ہار۔ پہیلی میں موجود ہے۔

(۷) نیم۔ آدھا کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جیسے نیم حکیم۔ "اپی بولی" میں بولی بھی موجود ہے۔

(۸) دیا سلائی۔ جلدی بجھاؤ تو پہیلے "اُف" کھانے کے لئے کی جاتی ہے۔

(۹) آرا اور آرا کش۔ دو آرا کش اِدھر اُدھر بیٹھ کر لکڑی کا لٹھا چیرتے ہیں۔

(۱۰) آئینہ۔ نام پہیلی میں موجود ہے۔

(۱) کتاب - کوئی پڑھ رہا ہو تو شور نہیں کرتے

(۲) چھڑی، جس کے ایک معنی "ایلی" کے بھی ہیں اور لوڑھے
زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے پیر کی چیلی "

(۳) ہاتھی، جسے اکثر لوگ نہیں دیکھتے لیکن اس کی تشبیہ اکثر دکھائی
دیتی ہے۔ دو ڈھالیں کان ڈھال کے مشابہ ہوتے ہیں تلواریں دانت
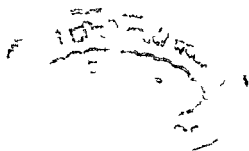
تشریحات

پہیلیوں کی بوجھ اور اس کی وضاحت

سلسلہ وار حسبِ شمار

۱۰۰

نیچا دامن اور سے چولی
اغل بغل لٹکائے جھولی
دیکھنے میں وہی وضع پرانی
اور سننے میں باگھ کی وانی

آتا پتہ: ایک لباس، وانی = بولی

۱۰۱

بھائی کے آگے روٹی
یا لونی یا موٹی
آخر کو رکھئے اوّل
اور کیجئے سر پھوّل

آتا پتہ: ایک میوہ

(۹۸)

بے دیوار کا اک دروازہ جس پر ہر کوئی دھاوے
ہر دم اک ریلا سا آوے، ہر دم لوٹ کے جاوے
دیکھنے میں چوکھونٹا پر چوکھونٹا نہیں کہاوے

اتا پتہ: تفریحات سے تعلق (دھاوے = حملہ کرے، کہاوے = کہلاوے)

۹۹

ڈبکی کھا کر آئی نکل
دیکھ کے نیت جائے پھسل
دیکھنے میں تو پھول نہ پھل
کہنے کو اک پھول اک پھل

اتا پتہ۔ ایک مٹھائی۔

(۹۶)

دہقان سے رچائے بیار شاہ سے کہے خبردار !

یہ اس کے ساتھ رہے وہ اس سے بچتا پھرے

اتا پتہ : زمین پر بھی زبان پر بھی

(۹۷)

ایک میدان میں لڑتے دیکھے لکڑی باز کرارے

پلکیں جھپکیں پھر جائیں پر ایک کو ایک نہ مارے

بال نہ بیکا ہونے دیں پر تیز تماز بلا کی

لڑنے والے اِنے گنے اور جان لڑی حد ہا کی

اتا پتہ : تفریحات میں ہے نام موجود

(۹۴)

ایک ہاتھ سے دانہ ڈالوں دوسرے ہاتھ سے پکڑوں
میرے ہلائے وہ نہ ہلے پر ہیں بھی چکّر دوں
سنگ سنگ نہ گھوموں اس کے کھونٹے باندھ رکھوں

آنا پتہ: گھریلو استعمال کی چیز خصوصاً
دیہات میں۔

(۹۵)

ہاں وہ اوندھا اور بڑ کھاڑ
بالکل پھونس اور پیٹھ میں کوبڑ
میں تو واری اس کی چھب پر
جس کا سایہ مجھ پر سب پر

آنا پتہ: نام کا اشارہ موجود (اوڈیر کھاڑے بے ڈھنگا)

(۹۲)

نام تو ایک ہی دونوں کا ہے دونوں الگ ہیں کیجے غور
باہر گونجنے والی اور ہے اندر گھومنے والی اور
اک وہ جو ہاتھوں سے نکلے اور پھر ہاتھ نہ آئے
دوسری ایسا کام کرے جو اور نہ کرنے پائے

اتا پتہ: حفاظت کے لئے کارآمد چیز

(۹۳)

اک قلعے میں ایک سپاہی پورا نہیں سمائے
سر بھی باہر پاؤں بھی باہر دھڑ اندر رہ جائے

اتا پتہ: ایک لباس

(۹۰)

فتحیاب ؟ جی نہیں ، فتح کُن ؟ جی ضرور
کارداں ؟ جی نہیں کارکن ؟ جی ضرور

انا پتہ : نام موجود

(91)

پوسا نہ پالا ، بن گئی خالہ
خالہ بھانجے کو کھلاؤ۔ بولی ہوش میں آؤ

انا پتہ : ایک حیواں

(۸۸)

سیر کسی کو دینا ہو تو یہ لادے دو سیر
یہ نہ کرے تو تیلا کے بدلے لوگ کہیں اندھیر
اپنا بھی اور دوسرے کا بھی بوجھ ہے اس پر دونا
چاہو تو انصاف کرے گی، بس یہ مت یہ چھونا

اتا پتہ برتنے کی چیز

(۸۹)

اک نٹ بیچ اُدھر میں لٹکا نام کی اس کے یہ تعبیر
بٹیا سے جوں پاؤں اٹک یا جوں عاشق کے دل میں تیر
ہندسوں کے چکر میں ہو یا لو ابجد سے کام
ساری رقمیں جوڑ چکو تو پاؤ اور اک نام

اتا پتہ: برتنے کی عام شے
(بٹیا = پگ ڈنڈی)

(۸۶)

نعمت جو پائی اس میں کتنی پوشیدہ کوفت بھی
ہے یاں مگر سفیدی سیاہی ملی جلی
غم کے سوا بھی کچھ تھا نہ کہیے کہ غم ہی تھا
شب کے سوا بھی کچھ تھا نہ کہیئے کہ شب ہی تھی

انا پتہ ایک لذیذ کھانے کا نام

(۸۷)

گرمیوں میں اِدھر اُدھر، جاڑوں میں پہاڑ پر
اوڑھے لپیٹے
خود کو سمیٹے
ذرا باہر آئی اور پسینے میں نہائی

انا پتہ: کھانے میں بھی پینے میں بھی۔

(٨٤)

در پہ لگے تو دکھائی پڑے
منہ پہ لگے تو سجھائی نہ دے
دم سادھے کیوں بیٹھو یارو
ہمت ہو تو کھول اتارو

آنا پتہ: حفاظت کی چیز

(٨٥)

کھانے کی تو چیز نہیں ہے کچھ کہتے ہیں چبائی
سینت کے رکھنا کام کی شے ہے گم مت کرنا بھائی

آنا پتہ ۔ حفاظت کے کام کی

(۸۱)

سم جو وہ دیتا تھا چانچہ
مارے منہ پر خوب طمانچے

آنایتہ : فن کاروں کے کام کی چیز

(۸۲)

مام کو دوارا کھولنے والی
پیچ سبھا پٹ جائے بچاری
کوئی گر جے کوئی گائے
اور یہ جب تب بٹتی جائے

آنایتہ : ایک طریق اظہار

(۸۳)

میں تو ہوئی پیر یہ رہی صغیر
میری ہی ہمسن کہلائے مگر کم سن

آنایتہ۔ ایک ریور

۷۸

لے بازار سے گھر میں ڈالی
وہ بھی کہلائے گھر والی

اتا پتہ: برتنے میں

۷۹

سوچیں آپ لگا کر ٹیک
چوپایوں میں یہ بھی ایک

اتا پتہ: خانگی سامان میں

۸۰

عبث کون اس کے آگے دھن بجائے
وہ گانا سننے والی ہے نہ گائے
نہ پوچھو کس کی ہے وہ اور کہاں کی
کسی کی ہو نہیں اللہ میاں کی

اتا پتہ: چوپایوں میں

(۷۴)

تھریں اور چھد بیٹ میں
یا سا ہو کار کے پیٹ میں
آنایتہ: حیوانات میں پہیلی میں نام کا اشارہ موجود ہے۔

(۷۵)

لاکھ جتا سے خیر سگالی
پاس آئے تو دوں میں گالی
اُس سے آنکھ ملاؤں خاک
جب کھوں ایسی دہشتناک

آنایتہ: حیوانات میں ۔نام موجود

(۶۹)

دو بہنیں اِک گول مٹول سی اِک لمبی اور گوری
اِس میں تو نرمی ہی پائی اُس میں شورا شوری
ہاں ہاں آپ بڑے بجھو یا پھر کیوں سٹی بھولی
تھوڑا سا گر دھیان کرو تو بات بہت معمولی

اتا پتہ: کھانے میں ہے۔ نام موجود

(۷۰)

آدھی رات کو آیا بڈھا اگلی رات سدھارا
کے دن میں اب آئے گا لو تم جیتے میں ہارا

آتا پتہ: ایک تصور جس سے دنیا کے کام چلتے ہیں۔

(۶۵)

لاکھ وہ بکھر تڑ کر بن کر آئے
میرے قلم کی بات نہ پائے
میرا لکھا پتھر کی لکیر
اُس کا لکھا یوں مٹ جائے

آنا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۶۶)

خوشخط لکھنا اِس سے مشکل
اَور ہیں لکھنے والے
اِس کا کام تو ہے بس چلنا
ہاں اِس نے خط ڈالے

آنا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۶۱)

وہ جو گواہی دینے اُٹھے
اس کی تو کوئی بات نہ پوچھے
وہ جو رہ جائیں منہ پھیرے
اُن کے لئے تحفے بہتیرے

انا پتہ۔ سب کے پاس۔

(۶۲)

کالے پربت سے اک ندّی
اتری لہراتی بل کھاتی
لہریں بے اور نام پہاڑ
بھیّا تاڑ سکے تو تاڑ

انا پتہ زیادہ تر عورتوں کے پاس ہے

(۵۷)

آنکھ سے اوجھل اِس عالم میں ہے اک ایسا بن دریافت
جس میں لاکھوں پھول اور پودے پر نہیں سرو سمن دریافت

اتا پتہ: مظاہر قدرت میں ہے، نام موجود

(۵۸)

بیسی تین سے کچھ کم پتّے
درجن بھر سے بڑھتی پھول
کالو پیلو، اُتنے کے اُتنے
لیکن بات بڑی معقول

اتا پتہ: تفریح کی چیز

(۵۳)

چکلے سے چلی تو جوڑے تال میں ڈوبی جاکے تسفل

اتے بتے کو گول کرو لو سیدھا نام مکمل

آنایتہ کھانے میں ہے پہیلی میں نام کا

اشارہ موجود ہے۔

(۵۴)

- ناڑا کھول کے اندر جھانکوں

پھر میں جا ہے رہرہی پھانکوں

آنایتہ استعمال کی چیز۔ جو بعض لوگ اب بھی ساتھ

رکھتے ہیں۔

(۵۳)

چکلے سے چلی تو جوڑے تال میں ڈوبی جا کے تھل
اتے سپتے کو گول کرو تو سیدھا نام مکمل

آنابتہ کھانے میں ہے پہیلی میں نام کا
اشارہ موجود ہے۔

(۵۴)

ماڑا کھول کے اندر جھانکوں
پھر میں جا ہے رہری پھانکوں

آنابتہ استعمال کی چیز جو بعض لوگ اب بھی ساتھ
رکھتے ہیں۔

(۵۰)

یہ پھل ہے صبر کا کہیں رحم ایزد یال پر
نیرنگ آسماں سے ہیں اور رنگ الٹ پلٹ

اتا پتہ: پھلوں میں ہے۔ نام کا اشارہ موجود۔

(۵۱)

گیا پانی پہ جب اک جال پھر جیا
نکل پانی سے آیا شیر تیر چھا

اتا پتہ: پھلوں میں ہے۔

(۵۲)

کہا اس کو کبھی ساہی دال والو
نیا اک نام دو، بولے کہ کس کو

اتا پتہ: پھلوں میں ہے۔

(۴۷)

وہ اِک سر پھیری وہ اونچی مچان
وہ عورت کے پہلو میں اک پہلوان
آنایتہ ستاتات میں ہے پیڑ اور پھل۔

(۴۸)

آنکھ اٹھاؤ دیکھو اوپر
اک سیپی کے تین ہیں تیتر
آنایتہ، عام استعمال کی چیز

(۴۹)

لٹکے لاکھ ہوں سر پر آرے
چین سے سوچا پاؤں پسارے
آنایتہ: ستاتات میں۔

(۴۵)

مرے ہاتھوں میں دونوں ہاتھ اُس کے
مرے پیروں میں دونوں پیر جوڑے
یہ صورت ہو تو پھر کیونکر پڑے کل
مجھے تو کل نہیں، ہو گی اُسے کل

آنا پتہ: پہیلی میں نام کا اشارہ موجود ہے

(۴۶)

ایک ہی ماں کی گھر بھر بیٹیاں
ایک ہی سیدھ میں چپ چپ لیٹیاں
باہر نکلیں ایک اک کر کے
منہ سے نہ بولیں کھیلیں سر سے

آنا پتہ عام استعمال کی چیز ہے
ہے تھومنا

۴۳

کیوں کہوں اُس کو اَدھورا ہیں
بول نہ بولوں کڑوا ہیں
اور تو کچھ نہیں کہتا ہیں
اُلٹا وہ ہے سیدھا ہیں

اتا پتہ: نباتات ہیں۔

(۴۴)

داب کے رکھے اس کو جو لے
کان مروڑے بن نہیں کھولے۔

اتا پتہ: عام استعمال کی چیز۔

(۴۱)

اک کھُر سے اُڑے اک کھَق سے اڑے

اِک لوے اِک منہ بند رکھے

اِک نام کے یہ ہوتے ہیں دو

کیا نام ہے ان کا گیان کرو

اتا پتہ: پہیلی میں نام موجود ہے۔

(۴۲)

ہے ہے کیوں توڑا اب جوڑو

آو نِیُو تو، آوّ نگوڑو!

لوٹے ہوؤں کو جوڑ کے رکھ دو

دھیان کرو کبھی پھوڑ کے رکھ دو

اتا پتہ. گھریلو آرائش کی چیز

(۳۹)

دق ہونے بن کیا کام پر لگے
بوجھ بتاؤ کبھی نام پہ لگے

آنا پتہ: باورچی خانے میں۔

(۴۰)

وہ دُبلا سا پتلا سا بالشت بھر کا
جھکائے ہوئے سر کو چپکے سے سرکا
آنا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۳۷)

اُنگل بھر کا اک ہتھیار
تیغ سے بڑھ کر جس کی مار
پکڑو نہیں تو آئے عار
پکڑو تو یاروں کا یار

اتا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۳۸)

جتنے بھی دعوت میں آئے
سب کے سب ہی پیٹ بھرے تھے
سبزی قیمہ آلو ٹھونسے
لو اِک نام آساں سا مُنہ سے

اتا پتہ: کھانے میں ہے۔

(۳۵)

چال چلن کی ایسی نیک
رکھتی ہے بس ساجن ایک
ساجن اس کا پہرے دار
وہ نر اور یہ اس کی نار

آنا پتہ: عام استعمال کی چیز۔

(۳۶)

جنگل میں ناگن لہرائے
ڈستی نہیں سموچا کھائے
چلتے چلتے جب بھی ٹھہرے
کچھ کو اُگلے کچھ کو نگلے

آنا پتہ: آدمی کی بنائی چلنے والی چیز۔

(۳۱)

ہو گیا وہ تو ختم گُھل گُھل کر
پر گیا تو کسی کا روپ نکھر کر
رہ گیا، تھا جو فی المثل پتھر
اُس کے ہاتھوں میں موم سا بن کر

آنا پتہ: عام استعمال میں پہیلی میں نام چھپا ہے۔

(۳۲)

چلے گی اگر وہ تو انگلی پکڑ کر
چھڑا لو جو انگلی تو رہ جائے اُڑ کر
سہارے بِنا اس کو دُوبھر ہے چلنا
مگر چال ایسی کہ بچنا سنبھلنا

آنا پتہ: عام استعمال کی چیز

(۲۹)

فرغل اوڑھے تپ کی ماری
کانپتی، کپ کپ، آئی بچاری
آتا پتہ: اِستعمال کی چیز۔

(۳۰)

گھر گھر گھومے اک مغلانی
سب کے کاج بنائے
سُوئی تو آپ پرو نہیں سکتی
پر پھُرتی دکھلائے
آتا پتہ۔ عام استعمال کی چیز۔ مغلانی کپڑے
سینے والی آزاد پیشہ عورت۔

(۲۷)

اک پھندے میں نو دس پنچھی
لٹکی ڈور گلے میں ڈھیلی
ہاں ہاں اس میں ہے اک چکّر
بوجھو مت رہ جاؤ اٹک کر

اتا پتہ: ذاتی آرائش کی چیز۔

(۲۸)

دیکھی اک بنگال میں ندی
بل کھاتی لمبی لہکاری
لہریں اس کی آئیں کمر تک
اور گھٹیں تو کان اور سر تک

اتا پتہ: زیادہ تر عورتوں کے پاس۔

(۲۵)

اُڑتی ہے یونہی بے پر کی
کبھی اِدھر کی کبھی اُدھر کی
اس سے ہی تو ناک میں دم
کھانے کو بھی شہر میں کم

اتا پتہ : مظاہر قدرت میں ہے ۔

(۲۶)

ایک ہی روپ اور ایک ہی گات
جب دیکھو تب دونوں ساتھ
تھیں تو دونوں ایک سی تب بھی
غور کیا تو ایک تھی کھٹی

اتا پتہ : عام استعمال کی چیز

(۲۳)

وہ رکھوالی کرنے والا
اُس کی نار کا یں رکھوالا

اتا پتہ، عام استعمال کی چیز۔

(۲۴)

پہلے تو سر پر چڑھ آیا
لمبی سی بارات لے آیا
اور پھر یہ اندھیر مچایا
پہلی رات کو منہ نہ دکھایا

دا تا پتہ: مظاہر فطرت میں ہے۔

(۲۱)

اک مینا اور نو دس ہیوٹ
مینا کی سبھی تہہ ہیں تلیھٹ
کس کو کھلے گا ان کا پینا
ان کو ہے آخر کے دن جینا

اتا پتہ: آرائش کی چیز۔

(۲۲)

لنگڑا اُجلے فرش پہ ٹاپے
چھوڑتا جائے پاؤں کے چھاپے
دم دم جا کے پیوے پانی
ہو گئی پر یہ بات پرانی

اتا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۱۹)

رحمت تجھ پر شوق کے پورے
وہ چت لیٹے اور تو گھورے
اتا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۲۰)

کھیر کھلائے بڑی اور منجھلی
منہ موڑے چھوٹی اور سنجھلی
اتا پتہ: سب کے پاس۔

(۱۷)

پکڑے اس کا ایک ہی کان

اس کے لب چومیں انساں

(آتا پتہ۔ عام استعمال کی چیز)

(۱۸)

اُس تک یا اس پاس جو آئے

اُس پر جادو سا چل جائے

بے بس گم سُم کان دبائے

سر ٹیکے بے سدھ ہو جائے

آتا پتہ۔ عام استعمال کی چیز پہیلی میں نام موجود۔

(۱۵)
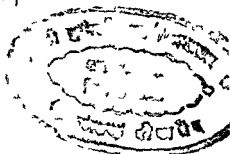
ایک ہی کف میں دو شمشیریں
دیکھئے کیا کیا کاٹیں چیزیں

آنایتہ۔ عام استعمال کی چیز

(۱۶)

وہ تو میرا پہنچا پکڑے
اب میں کروں کیا پردہ پوشی
آدھی رات کو چلتے چلتے
جوڑے ہاتھ کرے سرگوشی

آنایتہ: عام استعمال کی چیز۔

(۱۳)

کب رہتا ہے کھال میں اپنی
وہ بانکا البیلا
گیل میں رکھے ڈھیروں ساتھی
پکڑا جائے اکیلا

(آتا پتہ: کھیلوں میں نام موجود)

(۱۴)

اک ڈالی میں ایک ہی پھل
جو نا کڑوا نا کھٹا
جو کھالے سو کھیت رہے
ہو کیسا ہی ہٹا کٹا

آتا پتہ۔ عام استعمال کی چیز۔ کھیت رہے = مرجانے

(۱۱)

جھبرے ننھے بھولے
سر ہی مونڈ دے۔ جو لے
سر منڈ داتے ہی اولے

اتا پتہ: پھلوں میں۔

(۱۲)

پہلے کیا فرق تھا ہم میں کیا فصل
آپ کچھ اور گئے بن دراصل

اتا پتہ ۔ حیوانوں میں پہیلی میں نام موجود۔

(۹)

اک ہتھیار اور دو ہتیارے
یہ کہے آرے وہ کہے جارے

(آنا یتہ: کاریگروں کے کام کی چیز۔
ہتیارے = قاتل)

(۱۰)

چکیے چکیے سب کو گھورے
عیب گناد سے سب کے پورے
جس تس سے روز آنکھ لڑائے
شرم تو اس کو آئی نہ آئے

آنایتہ ۔ عام استعمال کی چیز۔ نام موجود۔

(۷)

قد میں اونچا گھیر میں پورا
اور پھر بھی کہلائے ادھورا
اتنی بات تو میں نے کھولی
بھول گئے کیا اپنی بولی؟

اتا پتہ: نباتات میں ہے۔

(۸)

وہ تو پھر پھیلے بہت
گر کچھ تو قف میں کروں
ہے روز کی گِھس گِھس یہی
جل وہ اُٹھے اُف میں کروں

اتا پتہ عام استعمال کی چیز

(۵)

روز ہی جھوٹی کھلاتے
اور ہرگز جھوٹ نہ بولے
اس میں ایک لپیٹ ہے یارو
کوئی تو بات کو کھولے

آمایتہ مرتے ہیں۔

(۶)

کتوں ہی کی گردن مار
رکھ دیا لاکر بیچ بازار
مرتے ہو گیا روپ سنگھار
بوجھو ہیں تو مالو ہار

آمایتہ پیسے کی جیب۔ بمبئی میں نام موجود ہے۔

(۳)

صورت دیکھی یا ہیں دیکھی
مُورت دیکھی بھالی
دو ڈھالیں اور دو تلواریں
بیچ میں لٹکی ایک دو نالی
اتا پتہ: حیوانوں میں۔

(۴)

وہ کوئی دریا نہ سمندر
پھر بھی لہریں سر سے اوپر
اکثر الٹی دیکھی ناؤ
بوجھ بتاؤ۔ سر نہ کھجاؤ
اتا پتہ: سب کے پاس

(۱)

سیکھنے والا بولتا جائے

سکھانے والا چُپ

اُس سے میرا دھیان لڑا ہے

شور نہ کرنا ــ چپ!

(اتا پتہ: پڑھے لکھوں کے کام کی چیز۔

(۲)

جس نے رکھ دیا سر پہ ہاتھ

چپکی چل دی اُس کے ساتھ

گھومے بن کر بیر کی چیلی

اور پھر بھی کہلائے اکیلی

(اتا پتہ: برتنے کی چیز، اکثر گھر کے باہر۔

پہیلیاں

بوجھ کے لئے دیکھئے تشریحات

روز صبح کی یہی کہانی
مانگے دودھ اور تتّا پانی
چاہ مٹے پر نیند اُڑ جائے
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی چائے

✱

اُس کے پاس میں دوڑی آؤں
باہیں ڈال لٹک بھی جاؤں
رات کو پھٹکوں پاس، اُف نا بھئی
اے سکھی ساجن، نا سکھی امرئی

آپ ہی میں نے سر پہ چڑھایا
کاٹ رہی تھی جب لپٹایا
دُور سے آیا میرے دیس
اے سکھی ساجن، نا سکھی کھیس

*

نیچے سے اُوپر لے جائے
یونہی بیری موہے تھکائے
سانس چڑھے اور کھولے سینہ
اے سکھی ساجن، نا سکھی زینہ

ہ سردی کے مارے

ہاتھ سے جب چھیڑا تھرّائی
پیر سے جب دابا غُرّائی
ناپے سڑکیں اور بازار
کیا بھئی ناری؟ نا بھئی کار[1]

*

چال دھمکتی پاؤں میں چکر[2]
بھاگے بھاری بوجھ اُٹھا کر
کتنوں ہی سے رکھے میل[3]
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی ریل

[1] موٹر کار [2] پاؤں میں چکر ہونا بہت زیادہ چلنا پھرنا پہیے کی طرف کنایہ [3] میل بھی کہا یہ بتا کر پہیلی میں ساجن کو ترک کر دیا ہے جس پر ہر تعریف چسپاں ہو جاتی تھی۔ اے سکھی ساجن کی تکرار اکتاہٹ پیدا کرنے لگتی ہے۔

آپ ہی آپ لیٹا جائے
پچھلی باتیں رٹتا جائے
جو بولوں سو لوٹ دے نٹ کھٹ[1]
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی کیسٹ[2]

★

پہروں بیٹھا سہا سجائے
سانگ بھرے اور کتھا سنائے
تاکنے آئے پڑوس کی بیوی
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی ٹی وی

۱۔ نٹ کھٹ شریر۔
۲۔ Cassette

اُس کے سنگ چلوں میں تن کر
چھب دکھلاؤں سہاگن بن کر
ہاتھ دھرا نت[1] ساجے سر پر
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی جھومر

✱

انگلی پکڑے پہنچا جکڑے
پہنچا چھوڑ گلے تک پہنچے
کھینچے کان۔ جو نکلوں سج کر
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی زیور

---

[1] نت: ہمیشہ۔ ساجے: سجے۔ جھومر کی تشبیہ ہاتھ کے ساتھ۔ پہنچا: جوڑ پہنچے کے علاوہ

اُوٹ بیں کبھی یہ ساتھ پدھارے[1]
جب دیکھو تب ہاتھ پسارے
پانی پیوے بھر بھر لوٹا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی لوٹا

*

پہروں ڈال رکھے گل بیّاں
جیسے یہ ہی میرا سیّاں
جب دیکھو چھاتی یہ سوار
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی ہار

---

[1] پدھارے — بیٹھے [2] گل بیّاں — گلے میں باہیں۔ سیاں — شوہر

ٹٹو دوڑاتا جب آئے
مجھ کو ساتھ بٹھالے جائے
جھٹکے دے پر بندھن پکا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی یکا

ہر دم آگا پیچھا گھیرے
گلے گلے ہوں بس میں اُس کے
گھٹنوں گھٹنوں آئے سُرتا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی کرتا

ما یہ ایک گھوڑے کی اوپچی سی ڈگمگ کرتی اور جھٹکے کھاتی سواری اب
ناپید ہوگئی ہے۔ ما گلے گلے پوری طرح۔ سُرتا، چالاک آدمی

نا وہ چِلّائے نا گائے
جا کے کیوں رہوے منہ بائے[1]
گھر کے دو اِک کام دے نمٹا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی چمٹا

★

موج میں اپنی جھومے گائے
پیر پہ آکر لوٹ لگائے
بپھرے تو میں بھاگوں ڈر کر
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی ساگر

---

[1] منہ کھولے

پھروں مجھ کو گود بٹھائے
چھوڑ چلوں تو بل بھر لائے
سب وہ بھلادے چکی چولھا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی جھولا

★

جب وہ ملاوے نین سے نین
تب سُدھ پاؤں آوے چین
ناک کان سب اُس کے بندھک
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی عینک

---

(۱) خالی حصے کی رسی میں بل پڑ جاتے ہیں۔ (۲) مٹکتا تھا۔

دونوں ہاتھ سے سر کو گھیرے
نینوں سے وہ نین ملاوے
کان چھوئے اور چومے مستک[1]
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی عینک

*

آئے کم ترسائے زیادہ
منہ دکھلایا، یہ جا وہ جا
ہو گا کون، بھگوڑا ایسا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی پیسا

---

[1] مستک ۔ ماتھا

آتا دیکھ کے ٹھاٹے ڈنڈے
ساتھ لئے دو دو مسٹنڈے
پردہ چھوڑیں اوٹ میں ہولی
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی ڈولی

★

سونپ کے اس کو اپنا آپا
ہول اٹھے ہیں من میں کیا کیا
ڈِھلمل ڈگمگ اس کے بھاؤ[1]
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی ناؤ

---

[1] بھاؤ: انداز

چوڑا چکلا سرخ سفید
چھاتی میں ہے جس کا بھید
پا[1] نہ سکوں تو ہٹر کے حال
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی پان

*

با کی چھب پر جی للچائے
منہ کھولے تو رس ٹپکائے
رام کے سنگ لوں اس کا نام
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی آم

---

[1] پا نہ سکوں میں "پان" اور رام میں "آم" شامل ہے۔

کہہ مکرنیاں

جس کی بوجھ اس کے اندر ہی آخری
مصرع میں موجود ہوتی ہے ایک
طرح کی پہیلی ایسی پہیلی سے دوسری
بات کہتی ہے جو ساجن پر بھی
چسپاں ہوتی ہے، اور کسی اور
چیز پر بھی۔

سامنے ممدوح کے جو تھا میسر رکھ دیا۔

میں اپنے عزیز اور لئیق دوست ڈاکٹر وفا راشدی کا ممنون ہوں جن کی توجہ کے بغیر یہ اوراق طباعت کے لئے تیار نہ ہوتے۔ ان کا خلوص، ان کے ادبی ذوق اور تحقیقی لگن پر مستزاد اور میرے لئے باعثِ افتخار ہے۔

شان الحق حقی

۷، ۱۰اے خیابانِ سلیم
ڈیفنس سوسائٹی۔ کراچی۶

انگریزی کی طرح متعدد اور حرجگہ سے بے جگہ نہیں ہونے پاتے اور ترکیب الٹنے نہیں پاتی۔ اردو ہی اتنی مدت سے رابطے کا کام انجام دے رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب انگریزی کبھی بھی اختیار نہیں کر سکے گی۔ گاؤں گاؤں انگلش اسکول نہیں کھولے جا سکیں گے۔ انگریزی کو دوامی طور پر نافذ رکھنے کا خواب وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جو ملکی آبادی کو دائماً ناخواندہ رکھنا چاہتے ہوں۔ انہوں نے اپنی ناعاقبت اندیشی یا زعم اور صاحبیت کی بنا پر اپنے بچوں کو اردو کی تعلیم سے بے بہرہ رکھا اور اب ان کے مستقبل کی خاطر ساری قوم کو پسماندہ رکھنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں آڑ مقامی لوگوں کو بنایا جاتا ہے جنہوں نے اردو کو اتنی اچھی طرح اپنا لیا ہے کہ اہل زباں ان پر رشک کریں۔

یہ ایک طویل جملۂ معترضہ تھا جو بے اختیار قلم سے نکلا۔ اس کتاب میں کچھ اور اشعار بھی نظر آئیں گے جو میری غزلیات کا ایک سرسری سا انتخاب ہے اور اس میں صرف مطلعے شامل کئے گئے ہیں۔ ورنہ سوا اشعار کی متعینہ تعداد تک اختصار بہت مشکل تھا۔ یہ اضافہ اس لئے روا رکھا گیا کہ "مد رحسن و" بہت ہلکی نہ معلوم ہو بقول داغ (بہ ادنیٰ تصرف)۔

اس کی نحوی ترکیب ایسی ہے کہ ہر لفظ اپنا سکتی ہے تصرف کی ضرورت نہیں ہوئی اور پھر اس نے اپنے بل پر اتنا ادب متنوع جدید و قدیم موضوعات پر پیدا کر لیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ یہ محض اس کے پرستاروں کی مدراحلاص ہے کیونکہ سرکاری سرپرستی سے محروم تھی۔ ہمارا دو محتصر مگر بااثر انگریزیت زدہ طبقہ جو اردو کے نفاذ میں سدّراہ سا ہوا ہے، اس کی استعداد صلاحیتوں اور علمی دخائر سے محض ناواقف ہے جو اگر انگریزی کے مقابلے میں کمتر ہیں تو کوئی بحث کی بات نہیں لیکن اتنے ہیٹے بھی نہیں جتنے کہ ان حلقوں میں خیال کیے جاتے ہیں۔

پاکستان زبان کے معاملے میں نہایت خوش قسمت واقع ہوا ہے کہ یہاں کی بہت پیاری مقامی بولیوں کے دوش بدوش جس کے دامن میں بڑا وسیع ادب بھی ہے، ایک ایسی بولی بھی عملی طور پر رائج اور مقبول ہے جو کسی ایک علاقہ سے تعلق نہیں رکھتی کہ اس کا عمومی نفاذ موجب شکایت و تعرض ہوتا اور مقامی زبانوں کی ہمرشتہ اور ان سے بہت قریب بھی ہے۔ کثیر لغات و محاورات اور امثال مشترک یا مماثل ہیں۔ آئندہ یہ اشتراک اور بڑھے گا۔ جملے کی ترکیب سب زبانوں میں ایک طرح کی ہے کہ لفظ کی جگہ لفظ رکھ دیجئے

اں مشترکہ موضوعات پر قدیم پہیلیوں کو یہاں اس لئے نقل
کیا کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں پہیلی کا انداز اور روایت تازہ ہو جائے
جس سے شاید آگے آنے والی پہیلیوں کے بوجھنے میں مدد ملے گی۔

یہاں بے ساختہ خیال اس بے سر و پا الزام کی طرف جاتا ہے
جو بعض لوگ اردو پر لگاتے ہیں اور حال ہی میں بڑے زور و شور سے
سننے میں آیا کہ اردو، دربار کی زبان ہے۔ اس سے پہلے "رنڈیوں
کی زبان" بھی سنا گیا۔ زبان تو سب کی زبان ہوتی ہے خصوصاً اردو جیسی
وسیع علاقوں میں چلتی ہوئی بولی جو صرف کتابی زبان نہیں ہے لیکن
کونسی بڑی زبان ایسی ہے جو دربار کی زبان نہیں رہی۔ اردو کو تو دربار
سے اتنا زیادہ تعلق بھی نہیں رہا اس کی افتاد ہی عوامی تھی۔ یہ تو برکت
تھی جسے پنڈت لوگ بگڑی بولی (اپ بھرنش) کہتے تھے۔ پھر
دیکھئے اس نے کیسی شائستہ صورت نکالی۔ اس کی تمام تاریخ ترقی
اور مسلسل ارتقاء کی تاریخ ہے رفتہ رفتہ اس نے ایسی صلاحیتیں پیدا
کرلیں کہ دنیا کی کوئی زبان اس کے وسائل اور اسالیب سے نگاہیں
نہیں ملا سکتی۔ اس کی صوتیات دوسری زبانوں سے زیادہ وسیع ہندی
فارسی، عربی، انگریزی سب پر محیط ہیں۔ ادھر سے بھی لفظ لے
سکتی ہے ادھر سے بھی اور بے شمار ترکیبیں وضع کر چکی ہے۔

سے زیادہ پُراسرار بنا دیئے گئے ہیں جیسے "معمہ کوڈ" جو محض ذہن کو بھٹکانے کے لئے ہوتا ہے۔ یہ کی پہیلی جو حضرت امیر خسرو سے منسوب ہے، اس طرح کے لطیف معمے شاذ ہی کہیں ملیں گے :

تر ور سے اک تریا اتری اس نے بہت رجھایا
باپ کا اس کے نام جو پوچھا آدھا نام بتایا
آدھا نام پتا پر پیارا اپنا نام بولی
امیر خسرو یوں کہیں کہ بوجھ پہیلی موری

میرا خیال تھا کہ یم پر اب کوئی اور پہیلی کیا کہی جاسکے گی، لیکن تھوڑی سی کاوش سے تین پہیلیاں ہوگئیں جو گویا اسی کا ضمیمہ ہے یہ تو ماطرین ہی بتا سکیں گے کہ بات سی کہ یہی بات آئینہ کی پہیلی کی بات بھی کہی جاسکتی ہے جو حضرت کی حسب ذیل پہیلی کے اتباع میں کہی گئی ہے۔

ترکی بولی پائی نا فارسی بولی آئی نا
ہندی بولے عارسی آئے منہ دیکھے جو اسے بتائے

اسی طرح قینچی کی بات جو پہیلی ہم تک پہنچی یوں ہے

اندر چلمن باہر چلمن بیچ کلیجا دھڑکے
امیر خسرو یوں کہیں وہ دو دو انگل سرکے

سی ہوتی ہیں اور لطافت سے خالی۔ افسوس تو یہ ہے کہ قدیم پہیلیاں بھی صحت کے ساتھ نقل نہیں کی جاتیں مثلاً یہ پہیلی جو حضرت امیر خسرو کی بات کئی کتابوں میں غلط نقل ہوئی ہے، میں نے بچپن میں اس طرح سنی تھی۔

بالا ہو تو سب کو بھائے اور بڑھے تو کام نہ آئے
بے دیا میں نے اس کا ناؤں بوجھ تو بوجھ نہیں چھوڑ دے گاؤں

یہاں "بالا ہو" (کمسن ہو یا روشن کیا گیا ہو) کی دومعنویت نے عجیب لطف پیدا کیا ہے۔ اسی طرح بڑھے دومعنی میں آیا ہے چراغ بجھانے کو چراغ بڑھانا کہتے ہیں۔ تیسرے مصرعے میں دیے کا نام کس خوبصورتی سے لیا گیا ہے کہ "دے دیا میں نے اس کا ناؤں"۔ ان مصرعوں میں تصرف کر دیا جائے تو ساری لطافت زائل ہو جاتی ہے اور اشارات بھی گم ہو جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے بعض نقل کرنے والوں نے ان نکتوں کو سمجھا ہی نہیں۔ ورنہ "بڑھے" کی جگہ "بڑا ہو" کبھی نہ لکھتے کہ بات بے معنی ہو جاتی ہے۔

اردو میں معمیات کا فقدان ہے جیسے کہ فارسی میں جامی وغیرہ سے منسوب ہیں لیکن فارسی معمیات میں وہ سادگی اور لطافت نہیں ملتی جو حضرت امیر خسرو کی پہیلیوں میں ہے۔ فارسی معمے صرورت

ختم ہوگئیں روایت آگے نہ چل سکی۔ ویسے ہمارے شعراء نے رسمی اصناف اور موضوعات سے ہٹ کر بھی بہت کچھ کہا جو تفریحات و فکاہات کی ذیل میں آتا ہے۔ یہ اصناف اپنی نوعیت اور مضامین کے لحاظ سے ہماری عوامی زندگی سے بہت قریب تھیں شاید اسی لئے خواص نے اس پر توجہ نہیں کی۔

راقم الحروف نے بہت ڈرتے ڈرتے اس میدان میں قدم رکھا ہے کہ یہ جرأت (حاکم بدہن) صرف منہ چڑانا بن کر نہ رہ جائے ایک طرف قدیم نمونوں سے رشتہ جوڑنا اور رنگ سے رنگ ملانا ضروری تھا، دوسری طرف کچھ جدید فضا بھی در آئی ہے۔ بعض کہہ مکرنیاں جناب جمیل جالبی کی فرمائش پر کہی گئی ہیں اور میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے جدید موضوعات پر طبع آزمائی کی ترغیب دی۔ چنانچہ کہہ مکرنیاں خاصی اَپ ٹوڈیٹ ہوگئیں۔

حضرت امیر خسرو کے بعد پہیلیاں بھی کم لکھی گئیں خصوصاً ایسی جو ان کے قائم کئے ہوئے معیار لطافت کو پہنچتی ہوں۔ ہمارے شعراء نے تو ان پر کوئی توجہ ہی نہیں کی جن ادیبوں نے بچوں کے لئے لکھا انہوں نے بھی اس صنف کو نہیں چھیڑا۔ عام طور پر جو پہیلیاں بچوں کے رسائل یا اخبارات میں کبھی کبھی نظر آتی ہیں نے تکی

عرضِ مصنّف

کہہ مکرنی خاص ہماری زبان کی ایک صنف ہے، جس کا جواب میرے
علم کی حد تک کسی اور زبان میں موجود نہیں۔ اس کی ایجاد کا سہرا حضرت امیر خسرو کے سر
ہے۔ افسوس کہ حضرت کا ہندی کلام جس کا ذکر خود انھوں نے اپنے فارسی دیوان ———
"غرۃ الکمال" کے دیباچہ میں فرمایا ہے ! دستبرد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکا اور معلوم
نہیں کہ اس میں کیا کیا جواہر تھے جو ضائع ہو گئے، لیکن جو چند تبرکات روایتاً ان سے
منسوب چلے آرہے ہیں ان سے ان کی طباعی اور لطافتِ طبع ظاہر ہے۔ یہ تخلیق کی ایک
نئی روش تھی جو انہی کے ساتھ مخصوص رہی۔ حضرت کی کہہ مکرنیوں اور پہیلیوں کو سب
ہی سراہتے ہیں ——— اور آج بھی یہ پُرلطف معلوم ہوتی ہیں ———
لیکن تعجب ہے کہ یہ اصناف جس کی طرح انھوں نے ڈالی تھی، انہی پر

اس دور کے ساتھ مخصوص ہوگیا ہے۔ حقی کے یہاں جو ایک چلبلاپن ہے وہ ان کو طنز و مزاح کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ خواجہ میر درد نے کہا تھا

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

حقی نے ایک ایسا ہی مضمون وضو کے پانی کا باندھا ہے

بہت ہوتا ہے مے خواروں پہ رحم
پلاؤ شیخ کو پانی وضو کا

اس لطف زباں کے ساتھ آپ حقی کی پہیلیوں اور کہہ مکرنیوں کی طرف متوجہ ہوں۔ دیکھیے کیا کچھ سامانِ تلطف حقی نے اس کمال شاعری میں مہیا کیا ہے۔

—— ممتاز حسین

کبھی ملتے ہیں تہہ تیغ تڑپتے ہوئے لوگ
کبھی دیکھی ہیں صلیبوں پہ چڑھی آوازیں
کہیں دامن میں لگی آگ کہیں دل سلگے
ساز کے لب پہ تھیں وہ سوز بھری آوازیں

اور یہ اس غزل کا شعر ملاحظہ کیجیے

گونج اٹھیں تو سر بزم قیامت کر دیں
یہ گلوگیر سسکیوں میں کسی آوازیں

اور پھر ویسے ہی چند اور اشعار ملاحظہ ہوں

اک گل ہوا پھر دمن چمن زار کے پیچھے
چھوٹی سی خبر صفحۂ اخبار کے پیچھے
چونک اٹھیں نہ لے حشر ہی اے قصر جلالت
لاشے جو دبے ہیں تری دیوار کے پیچھے
وہ حسن کے سائیں یہ دیارت جوش آثار
ہے دفن کسی قطعہ ہموار کے پیچھے
ہم اہل وفا اٹھ نہ سکے کوئے بتاں سے
بیٹھے رہے گرتی ہوئی دیوار کے پیچھے

اس طرح کے بہت سے اشعار حقی کی شاعری میں نظر آتے ہیں اور یہ رنگ تغزل

ان میں زمان ہائے بریدہ اس طرح تیرتی پھرتی ہیں جس طرح خوب صورت ۔
مچھلیاں پانی میں تیرتی ہوں ۔ مگر اللہ کی شان دیکھیے کہ وہ زمانے بولتی ہیں ۔
آنے ترچھے لفظوں میں حرف مدعا ادا کرتی ہیں ۔ اس منظر کو دیکھنے کے لیے
صبح سے شام تک مجمع لگا رہتا ہے ۔ اسے اس زمانے کے شعرا مشاعرے کا نام
دیے ہوئے ہیں ۔ کل ایک مشاعرہ کا ایک شعر نظر سے گزرا ۔ اس میں ایک دوسرا
ہی منظر پیش کیا گیا ہے ۔ کسی مینارہ کے سامنے ایک مجمع یہ حسرت کرکے رو رہے
اس منظر کے اشتیاق میں کھڑا ہے کہ شہر کی میونسپلٹی نے اسے ناقص قرار دیا ہے ۔
اور وہ گرایا جانے والا ہے ۔ آخر اس میں کیا لطف ۔ کیا یہ عید کا نظارہ ہے جو یہ
مجمع کھڑا ہے ۔ مگر وہ یہی کہے جاتے ہیں

عید نظارہ ہے اس کاخ کا ویراں ہونا
عمر یہ عالم سحر زدگی ہے

زرد پتوں کی ۔۔۔ مسحور ہوتے ہیں اور جب کوئی تیر ستم چلا ہو جاتا ہے
۔ اٹھا ۔۔۔ شاعری ہے کیا شاعری و آخرت ایک بیماری
میا ۔۔۔ ت تو اس کے بارے میں یہی کہتی ہے تو پھر
یہ

۔ تم ۔

جا

۔ ہوں اور
عالم سحر زدگی سے

اب "حرفِ دل رس" کے اس رنگ تغزل کے بعد ذرا ان کے "نوائے سادہ شکل" کی سیر کیجیے جس کی تمہید کا میں نے وعدہ کیا تھا اس کا آغاز یہاں سے ہوتا ہے۔

گزشتہ بیس سال سے ہمارے اس شہر کی شاعری کا چلن بگڑا نہیں بلکہ بدلا ہوا ہے۔ شعرا کا کہنا ہے اور ان میں اکثریت نوجوان شعرا کی ہے کہ اس شہر پر عفریت کا سایہ ہے۔ اسے کھل بلیوں نے گھیرا ہے اس میں بڑی چلت پھرت اور گہما گہمی ہے مگر سفر مفقود ہے۔ قدم اٹھاتے ہیں کہ آگے بڑھیں مگر پیچھے ہی کو سرک جاتے ہیں گویا ایک چلتی سیڑھی ان کے پیر میں ایسی لگی ہے جو پیچھے ہی کو دوڑتی ہے۔ آئے دن عجب عجب واقعات رونما ہوتے ہیں۔ ہر نوچندی جمعرات کو ایک جوان رعنا زرد بیل پر سوار ہاتھ میں ایک تیر لیے ایک غلام کے ہمراہ نمودار ہوتا ہے خلقت اسے دیکھتے ہی ازدحام کرتی ہے۔ جب مجمع اس کے چاروں طرف قیاس سے بھی زیادہ ہو لیتا ہے تو وہ نوجوان ایک صراحی کشادہ منہ کی اپنے شکار سے نکالتا ہے اس صراحی پر کچھ خط کوفی میں لکھا ہوتا ہے۔ وہ اسے غلام کے سر پر رکھ دیتا ہے۔ اور غلام رقص کرنے لگتا ہے۔ پھر وہ اپنے اس تیر سے ایسا وار غلام کے سر پر کرتا ہے کہ اس کا سر تن سے جدا ہو جاتا ہے اور وہ صراحی اس کی گردن سے چپک جاتی ہے۔ غلام اس حالت میں بھی رقص کرتا رہتا ہے۔ اس رقصِ بسمل کو دیکھ کر مجمع صدائے تحسین و آفریں بلند کرتا ہے۔ ایک شخص مجمع سے غالب کا یہ مصرع اٹھاتا ہے

تو مشقِ ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر

کہ یکایک ایک شور دوسری طرف سے سننے میں آتا ہے کہ یارو کیا بیہوشی ہے۔ منظر بھی کوئی خوشی کا ہے۔ سنتے ہی سوار گریز پا ہوتا ہے۔ مجمع بے آوارگی مثل اس کے پیچھے ہو لیتا ہے، ایک — اس سے بھی زیادہ روح فرسا منظر پائے مردہ کا دیکھنے میں آتا ہے۔ شیشے کے مرتبان صلیبوں کے بازوؤں سے جا بجا لٹکے ہوئے نظر آتے ہیں'

مسلمہ اصول کے لازمی طور سے پابند نہیں ہوتے، لیکن ہر نسخۂ ترکیب کا وہ کوئی جواز
ضرور رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ قلی قطب شاہ کی غزلوں میں گیتوں کا انداز ہے۔
حقی نے اس رنگ غزل کو از سر نو دور حاضر کی ہندی میں زندہ کیا ہے اور ایسی ایسی
گیت نما غزلیں اور غزل نما گیت کہے ہیں کہ ان کا جواب ہندوستان کے ان شعرا
کی غزلوں میں بھی مشکل سے ملے گا جو ان دنوں ہندی شاعری کی روایت میں یہ
غزلیں بزبان ہندوی کہہ رہے ہیں۔ اس طرح کی ایک غزل کے چند شعر ملاحظہ ہوں

سونی کالی رات ہے جی پر بھاری سی
آؤ تم سے بات کہیں اک پیاری سی
دامن بھر میں گیت کے نکھرے نکھرے پھول
آئی کہاں سے رنگ کی یہ پچکاری سی

دھراں سخن کیا ہے اک رنگ کی پچکاری
ہو اس کا تقاضا کیا بس جس کو پیا چاہے

حقی کی غزلوں میں رنگ کی یہ پچکاری آپ کو چھوٹتی ہوئی ہر جگہ نظر آئے گی۔
میں نے ایک تصویر محمد شاہ رنگیلے کی دیکھی ہے، اس میں محل سرا کی بیگمات ان سے
ہولی کھیل رہی ہیں۔ رنگوں کی یہ ہولی حقی کے یہاں بڑی شستہ ہے جو رنگ ہے
نفیس ہے اور ان رنگوں کے ساتھ گلال اور عبیر بھی ہے۔ ان کی ایسی غزلیں رنگوں کی
ایک دھنش (دھنک) ہیں جس سے تیر ترچھے چلتے ہیں مگر نشانوں پر صحیح بیٹھتے ہیں

سہیلی بوجھ اک یہ بھی پہیلی
چلا اک تیر ٹیڑھا اور سیدھو کا

ہے۔ میں اور ترقی المعاط ایسل پرساتی نہیں ہوتی ہے کہ مجازی معنوں میں استعمال کیا جائے
ان سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے ۔ اس سے مستثنیٰ حروف جار، حروف عطف وغیرہ ہیں
ورد فعل بھی اس زمرے میں آجاتے ہیں۔ ایک لفظ "کھانا" ہزار معنوں میں استعمال ہوتا
ہے۔ خیر چھوڑیے ان باتوں کو، حقی بڑے محتاط ہیں، اگر وہ الجھ گئے اس بحث میں تو میری
گفتگو ان کی شاعری سے متعلق رہ جائے گی ۔ بہرحال اس بات کو درمیان گفتگو لانے
کا مقصد یہ ہے کہ انھوں نے جہاں نعت ساری میں بہت کچھ کھویا ہے، وہاں کچھ پایا بھی
ہے۔ حقی کے استعارات ان سے نعت میں بھی استعمال ہوسکتے ہیں ۔ اگر کسی لفظ کی سند
لیسی ہو کہ وہ اُردو میں استعمال ہوا ہے کہ نہیں تو اس کی سند حقی کے ہاں مل جائے گی
اس میں دونوں طرح کے الفاظ ملیں گے۔ بعض ایسے جن کے بارے میں آپ ان سے
الجھ جائیں گے کہ یہ لفظ یوں نہیں یوں ہے ۔ عظم کی جمع اعاظم ہے نہ کہ اعظام، اور بعض
ایسے کہ آپ اسے قبول کریں گے کہ ہاں بھائی یہ لفظ آپ نے خوب ہی استعمال کیا ہے

اترا یاں تجھ پہ ایک ہوا جاہ
عرض کیا اس نے اس کا تھا کرشمہ کا

تو عرض یہ ہے کہ ان کی غزلوں میں کہیں کہیں ایک پرتو ان کی نعت ساری یا
رما (نعت ساری کا بھی ملتا ہے اور یہ سایہ اس قدر ہے ان کے تحت الشعور میں
اتر چکا ہے کہ نئے سے نئے الفاظ قافیوں میں کھینچ کر لاتا ہے۔ حقی کے یہاں یہ
سب لاشعوری طور سے ہوتا ہے۔ حقی کی غزل گوئی کی ایک دوسری عمومی خصوصیت
یہ ہے کہ اوّل تو وہ ایسی زمینوں میں غزل کہتے ہیں، پھر یہ کہ وہ حتی الوسع سی سائی
ترکیبوں کی مسابقیوں کے استعمال سے پرہیز کرتے ہیں، نئی سے نئی ترکیبیں وضع
کرتے ہیں اور ایسی ترکیب میں بہت سی جدتوں کو دخل دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ

عشقیہ کلام کا مجموعہ کہا جائے گا۔ ہر چند کہ غمِ دہر غمِ زمانہ روزگار اور اسی طرح کے جتنے
بھی غم ہیں ان عشقیہ غزلوں سے جھانکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پھر بھی عمومی طور اس کو عشقیہ
ہی ماننا پڑے گا

یہ کس نے کیا یاد، کہاں جاتے ہو حقی
کچھ آج تو پڑتے ہیں قدم اور طرح کے

انداز ہیں موسم میں مرے رنگ غزل کے
آتی ہے تری یاد نئے بھیس بدل کے
ہاں دورِ زمانہ کوئی پیمانہ بدل کے
اب تک مرے پہلو میں وہی درد ہیں کل کے

یہ اشعار خود بول رہے ہیں کہ اس حصہ میں حقی کی غزل کیسی ہوگی دوسرے حصہ
میں ایسی غزلیں ہیں جنھیں حقی نے نوائے ساز شکن کا نام دیا ہے اس حصہ کی غزلوں سے
لطف اندوز ہونے کے لیے کچھ تمہید کی ضرورت ہوگی۔ لیکن اس سے پہلے حقی کی غزل گوئی
کی چند عمومی خصوصیات آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں گا۔

حسرت کی طرح حقی کی بھی ایک طرز طبیعت ہے، حسرت تو جیر چکی کی مشقت کے
ساتھ مشقِ سخن جاری رکھے رہے ایسی کسی چکی سے حقی کا پالا نہیں پڑا۔ مگر ایک چکی نعت
سازی
میں ۱۸ سال تک پڑی رہی۔ نعت سازی ان کا خاندانی مشغلہ تھا
ئی نعت تیار کی تھی حقی اس سلسلے میں مولوی عبدالحق سے زبانی
۔ بہر حال اب وہ
سے نکل آئے ہیں اور یہ شاعری کے
ئکے جو
ن کے
س سے شاعری کا دامن چھوٹا
رمجازی معنوں میں استعمال

ڈالیں گے، لیکن اس سے پہلے یہ بتا دیا چاہیں گے کہ ادھر انھوں نے اپنی کچھ توجہ بچوں کے ادب کی طرف مبذول کی ہے۔ بچوں کی نظموں کا ایک مجموعہ "سہانے ترانے" کے نام سے شائع کرایا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب "مدرِ خسرو" ہے جو پہیلی طرح اس میں خسرو کے انداز کی پہیلیاں اور کہہ مکرنیاں ہیں۔

کہہ مکرنیوں اور پہیلیوں کے بارے میں کیا لکھوں اس کو معیار ساکر شاعری کو کبھی پرکھا نہیں گیا ہے۔ وہ تو تمام تر لطف لینے اور بوجھنے کی شے ہے۔ کہہ مکرنی وہ ہے جو آدمی کو گدگداتی ہے، بعض اوقات لطیف پیرائے میں اس کے دبے ہوئے جنسی جذبے کو سرسری طور پر ذرا اُبھار کر اس کے ذہن کو خوش اسلوبی کے ساتھ اس طرف سے ہٹاتی ہے اس قسم کی کہہ مکرنیاں سب سے پہلے خسرو نے ہندی میں لکھی تھیں۔ درمیانی عرصے میں اس صنف مبارک پر کیا کچھ گزری، اس کا علم نہیں، اب جو حقی کو اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا تو یقین آیا کہ شاعری کی کوئی صنف کبھی فنا نہیں ہوتی۔ پھر یہ کہ ان کہہ مکرنیوں میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ خسرو کی کہہ مکرنیوں کے ساتھ پہلو مارتی ہیں اور چونکہ خسرو نقاش اوّل تھے اس لیے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ انھیں کا چھوڑا سلسلہ لیے ہوئے نظر آتی ہیں۔ یہی حال پہیلیوں کا بھی ہے۔ ایک سوا ایک پہیلیاں انھوں نے ایسی نظم کی ہیں جو خاص طور پر اٹھتی عمر کے لوگوں کے لیے سرمایۂ لطف مہیا کرتی رہیں گی۔ ان کے مطالعے سے ان کی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔

اب کچھ ان کی غزل گوئی کے بارے میں حقی کی شاعری میں فکر کا عنصر شروع سے ملتا ہے۔ "تارپیراہن" ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ تھا۔ اس میں بائیس سال کے بعد انھوں نے اپنی غزلوں کا ایک نیا مجموعہ "حرفِ دل رس" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کے بھی دو جز ہیں ایک وہی "حرف دل رس"، جس کو ٹھیٹھ معنوں میں

ڈالیں گے، لیکن اس سے پہلے یہ بتا دینا چاہیں گے کہ اُدھر انھوں نے اپنی کچھ توجہ بچوں کے ادب کی طرف مبذول کی ہے۔ بچوں کی نظموں کا ایک مجموعہ "سہانے ترانے" کے نام سے شائع کرایا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب "مدرِ خسرو" ہے جو بیتِ لطیف اس میں خسرو کے انداز کی پہیلیاں اور کہہ مکرنیاں ہیں۔

کہہ مکرنیوں اور پہیلیوں کے بارے میں کیا لکھوں اس کو معیارِ شاعری کو کبھی پرکھا نہیں گیا ہے۔ وہ تو تمام تر لطف لینے اور لو جھنے کی شے ہے۔ کہہ مکرنی وہ ہے جو آدمی کو گدگداتی ہے، بعض اوقات لطیف پیرائے میں اس کے دبے ہوئے جنسی جذبے کو بے ضرر طور پر ذرا اُبھار کر اس کے ذہن کو خوش اسلوبی کے ساتھ اس طرف سے ہٹاتی ہے۔ اس قسم کی کہہ مکرنیاں سب سے پہلے خسرو نے ہندی میں لکھی تھیں۔ درمیانی عرصے میں اس صنفِ بارک پر کیا کچھ گزری، اس کا علم نہیں، اب جو حقی کو اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا تو یقین آیا کہ شاعری کی کوئی صنف کبھی فنا نہیں ہوتی۔ پھر یہ کہ ان کہہ مکرنیوں میں سے بعض تو ایسی ہیں کہ خسرو کی کہہ مکرنیوں کے ساتھ پہلو مارتی ہیں اور چونکہ خسرو نقاشِ اوّل تھے اس لیے یہ کہنا مناسب ہوگا کہ انھیں کا چھنڈا اُٹھائے ہوئے نظر آتی ہیں۔ یہی حال پہیلیوں کا بھی ہے۔ ایک سوا ایک پہیلیاں انھوں نے ایسی نظم کی ہیں جو خاص طور پر اٹھتی عمر کے لوگوں کے لیے سرمایۂ لطف مہیا کرتی رہیں گی۔ ان کے مطالعے سے ان کی معلومات میں بھی اضافہ ہوگا۔

اب کچھ ان کی غزل گوئی کے بارے میں حقی کی شاعری میں فکر کا عنصر شروع سے ملتا ہے۔ "تار پیراہن" ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ تھا۔ اب بائیس سال کے بعد انھوں نے اپنی غزلوں کا ایک نیا مجموعہ "حرفِ دل رس" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کے بھی دو جز ہیں ایک وہی "حرفِ دل رس"، جس کو ٹھیٹھ معنوں میں

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

کے نام نامی سے معنون

جن کے اتباع کی میں [illegible] جرأت کر رہا ہے

اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّم

[illegible]

——— شان الحق حقی

فہرست

قیمت　تیس روپے -/٣

اشاعت　١٩٨٩ء

سرورق　فصیلت

مطبوعہ　لکشمی پریس، نئی دہلی-٢

ناشر　نریندر ناتھ سوز

سیمانت پرکاشن

٩٢٢، کوچہ روہیلا، تراہا بہرام

دریاگنج، نئی دہلی - ٢　11

NAZRE KHUSRO　　SHAN-UL-HAQ HAQI

PAHELIYAN　　Rs 30 00

نذرِ خسرو

پہیلیاں اور کہہ مکرنیاں

شان الحق حقی

سیمانت پرکاشن
دریا گنج، نئی دہلی ۲ ۱۱

नजीर खुसरो पहलिपन

लेखक- शाहन उल हक हकी